قدیم بلوچی کہانیاں

وفاقی حکومت ءِ وانگ ءِ وزارت ءِ نصابی بہر ءِ کمک ءَ گوں

بلوچی اکیڈمی کوئٹہ

بلوچی قدیم کہانیاں

مترجم

عبدالغفار ندیم

کلیں حق پہ بلوچی اکیڈمی ءَ

چھاپ کنوخ ۔	بلوچی اکیڈمی ۔ کوئٹہ
چھاپ جاہ ۔	قلات پرنٹنگ پریس ۔ کوئٹہ
سری وار	۱۹۸۰ء
سیکو	یک ہزار
بہا	قیمت ۲ روپے
کتابت	محمد عارف

ہاتھ دیکھنے والا فقیر

ایک تھا بادشاہ۔ وہ اپنے ملک میں حکمرانی کرتا تھا۔ کرنا خدا کا یہ ہوا کہ اس کے ملک میں قحط پڑا۔ لوگ اِدھر اُدھر بھاگ کر چلے گئے۔ صرف نازک اندام لوگ رہ گئے۔ بادشاہ کے پاس بڑا مال و دولت تھی مگر وہ سب کچھ خرچ کر کے تقریباً کنگال ہو گیا۔ اس کے پاس اتنا کچھ باقی نہ رہا کہ وہ کپڑے بھی خرید سکے۔ اس کی بیوی کے کپڑے بھی پھٹ کر تار تار ہو گئے کئی روز اسی فکر و پریشانی میں گزرے۔ بادشاہ اب بالکل بے بس ہو گیا۔ ایک روز اس نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اس کی بیوی اُمید سے تھی۔ ان کے پاس اتنا کچھ بھی باقی نہیں رہا تھا کہ بچے کی پیدائش پر دوسری صبح اُسے کیا پہنایا جائے۔ بیوی نے سوچ کر کہا کہ تم چلے جاؤ۔ آگے پیڑ کے نیچے ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے۔ وہ ہاتھ کی لکیریں پڑھتا ہے۔ جاؤ اور اس سے اپنی قسمت کا حال معلوم کر لو۔ بادشاہ فقیر کے پاس چلا گیا۔ اس کو سوا روپیہ

نذرانہ پیش کیا۔

فقیر نے اُسے کہا کہ جاؤ حلال کی مزدوری کرو۔ بادشاہ واپس اپنے گھر چلا گیا اور بیوی سے کہا بھاڑ میں جائے فقیر۔ حال تو کچھ نہیں بتایا بلکہ کہا کہ جاؤ حلال کی کماؤ۔ اب جبکہ مزدوری ہی نہیں ملتی تو کماؤں کہاں سے۔ بیوی نے کہا۔ پھر جاؤ۔ شاید کچھ اور بتائے۔ بادشاہ پھر فقیر کے پاس چلا گیا۔ فقیر بولا۔ جاؤ جو کام بھی کرو جلد بازی سے مت کرو۔ صبر سے کام لو۔ بادشاہ غصہ ہو کر واپس چلا گیا اور بولا۔ جب کام ہی نہیں ملتا تو کیسے صبر سے کام لوں بادشاہ غصہ ہو کر واپس چلا گیا اپنی بیوی سے آکر کہا۔ تم خدا کے حوالے ہو۔ میں چلتا ہوں۔ اگر زندہ رہا تو واپسی پر ملاقات ہوگی۔ ورنہ خدا حافظ۔

بادشاہ اپنی بیو کو رخصت کر کے ایک طرف چل پڑا۔ چلتے چلتے وہ ایک شہر کو پہنچا۔ لیکن یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ شہر خالی پڑا ہے۔ صرف ایک بوڑھی عورت ایک گھر میں بیٹھی ہے۔ وہ سونے کے زیورات سے لدی ہوئی تھی۔ اس کے دل میں لالچ پیدا ہوا کہ اس بوڑھی

عورت کے زیورات چھین لے ۔ اس کا گھر بھی اتنا دور نہیں ۔ واپس جا کر عیش و آرام سے دن بسر ہوں گے ۔ اس بوڑھی عورت نے اس کے تیور بھانپ کر کہا۔ احتیاط کرنا۔ مجھے معلوم ہے ۔ کہ تم ایک بھوکے اور بدحال آدمی ہو ۔ ان زیورات کو تُم جیسا چھین کر نہیں لے جا سکتا۔ آگے کسی دوسرے شہر چلے جاؤ ۔ وہاں بادشاہ کا ایک سونے کا محل ہے ۔ وہ محل بائیں جانب گرا ہوا ہے ۔ وہاں سے سونے کا ایک ٹکڑا اُٹھا لینا۔

بادشاہ آگے بڑھ گیا۔ وہاں پہنچکر اس محل سے سونے کے کچھ ٹکڑے اٹھا لیئے۔ مگر اس دوران پہرہ داروں نے اسے گرفتار کر لیا ۔ سونا واپس چھین لیا ۔ وہ پہرہ داروں کو غفلت میں پاکر سونا اُٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن اس مرتبہ اسے شہر کے بادشاہ نے دیکھ لیا۔ اس نے نوکروں کو حکم دیا ۔ اسے پکڑو جانے مت دو ۔ سونا لے جا رہا ہے ۔ پکڑ کر اسے پیش کرو۔ نوکروں نے اسے پکڑ کر بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ بادشاہ نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔ اور زنجیروں سے اس کو باندھ دیا ۔ مبادا کہ وہ دوبارہ سونا چرا کر فرار ہو۔ وہ قید خانہ میں پڑا رہا ۔ ایک عورت قید خانہ میں اس کو روٹی لا کر پہنچاتی رہی مگر

اس عورت کی آنکھیں ہمیشہ آنسوؤں سے پُر ہوتی تھیں۔ ایک دن اس نے پوچھ کر کہا۔ آج میں اس وقت تک روٹی نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تم مجھے اپنا حال نہیں بتاؤ گی کہ تم روزانہ کیوں روتی ہو۔ اس عورت نے کچھ ٹال مٹول کیا مگر اپنا حال یوں بتایا کہ فلاں ملک میں ایک بادشاہ ہے۔ اس کا نام "زبردست" ہے۔ تمام لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ ایک روز آکر میری بہو کو زبردستی اٹھا لے گیا۔ میرا بھائی اس کی تلاش میں نکل پڑا۔ وہ آج تک واپس نہیں آیا۔ میں اب اس بادشاہ کے گھر کام کرتی ہوں۔ مجھے ہر طرح سے آرام ہے۔ لیکن بھائی کی جدائی کے غم سے نڈھال ہوں۔

بادشاہ نے کہا تم میری زنجیریں کھول دو۔ میں جا کر تمہارے بھائی کو ڈھونڈ لاؤں گا۔ اس نے زنجیریں کھول دیں اور اُسے ایک گھوڑا بھی دے دیا۔ وہ منزلیں کاٹتا ہوا سفر کرتا رہا۔ دن راتیں میں بدل گئے اور راتیں دنوں میں بدل گئیں۔ بات تو پل بھر میں ہو جاتی ہے مگر کام مکمل ہونے میں مدت درکار ہوتی ہے۔ وہ بتائے گئے نشانیوں پر چل پڑا تھا۔ وہ ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں وہ سیدھا ایک بوڑھی عورت

کے گھر چلا گیا۔ اسے کافی پیسہ اور سونا دے دیا۔ بوڑھی عورت بہت خوش ہو گئی۔ اس عورت کا بھائی بھی وہاں پہنچا تھا۔ وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ اس بوڑھی نے اس کی بیوی کو جاکر پیغام دیا کہ تمہارا شوہر آیا ہوا ہے۔ وہ تمہیں لے جائیگا۔ اس کی بیوی نے جواب دیا۔ کل صبح بادشاہ مجھ سے شادی کر رہا ہے۔ شادی کے وقت میں باغ کے آخری حصے میں چلی آؤں گی۔ میرے شوہر کو کہنا کہ وہاں آجائے۔ انہوں نے پورا منصوبہ بنایا۔ بادشاہ کی شادی کی تقریبات شروع ہوگئیں۔ شادی کی رات عورت مکان سے نکل کر باغ کی طرف چل پڑی۔ اس کا شوہر اپنے دوست کے ساتھ انتظار میں تھا۔ اُس کے دوست بادشاہ نے کہا۔ تم دونوں سفر پر روانہ ہو جاؤ۔ میں بادشاہ کو جاکر یہ اطلاع دوں گا کہ ہم اپنی امانت واپس لے جا رہے ہیں۔ تم نے اس عورت کو زبردستی اُٹھا لیا تھا۔ اب میاں بیوی واپس جا رہے ہیں۔ اس نے جاکر بادشاہ سے کہا۔ شادی روک دو۔ ہم اپنی امانت واپس لے جا رہے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا۔

چلتے چلتے بہت دُور وہ ایک جگہ پر پہنچے۔ بادشاہ نے بہت

سے گھوڑے سوار ان پکڑنے کے لئے ان کے پیچھے روانہ کر دیئے۔ تاکہ وہ جانے نہ پائیں۔ عورت کو لیجا کر انہوں نے میری سخت بے عزتی کی ہے۔ ان کو پکڑ کر بوٹی بوٹی کر ڈالو۔ گھوڑے سوار روانہ ہوئے۔ بادشاہ کیا دیکھتا ہے کہ تین چار شہسوار چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے اُن کو ادھر ہی روک کر قتل کر ڈالا۔ آگے پھر بادشاہ کی فوج سامنے آ گئی۔ وہ صرف ایک شخص تھا۔ اُس نے پوری فوج کا مقابلہ کر کے اُن کا صفایا کر دیا۔ اب وہ کچھ اور آگے بڑھا تو خود بادشاہ اُس کے سامنے آ گیا۔ اس نے بادشاہ کو پہلے ہی دیکھا ہوا تھا۔ اُس نے اسے پہچان کر اُس سے لڑائی شروع کر دی۔ دونوں میں سخت مقابلہ ہُوا۔ آخر بادشاہ کا بھی صفایا کر دیا۔ اس نے بادشاہ کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اس کی ایک جیب سے ایک لعل برآمد ہُوا۔ اس نے اسے نکال کر اپنی جیب میں ڈالا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ بادشاہ کو قتل کرنے کے بعد اس کے سامنے کوئی بھی نہیں آئے گا۔

وہ اطمینان سے واپس چلا گیا۔ چلتے چلتے آخر شہر کے قریب پہنچ گیا۔ اس کا دوست اپنی بیوی کے ساتھ پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ اس شخص

کی بہن بہت خوش ہو گئی۔ وہ پہلے اپنے بھائی کے غم سے انتہائی دُکھی تھی۔ اب خوشی سے باغ باغ تھی۔ یہ تینوں بادشاہ کے انتظار میں تھے۔ بادشاہ جب نزدیک آیا تو تینوں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔ وہ تینوں وہیں کھڑے رہے اور بادشاہ نے خوشی خوشی اُن کو رخصت کر کے یہ شہر چھوڑ دیا اور اپنا خورجین سونے اور جواہر سے بھر کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا۔ جب وہ گھر پہنچا تو اس کی حیرانگی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس کی بیوی کے ساتھ ایک اور نوجوان سویا ہوا ہے۔ اس نے تلوار سنبھال لی کہ اسے قتل کر ڈالے۔ اچانک اسے اس فقیر کی بات یاد آگئی کہ جلدبازی مت کیا کرو۔ صبر سے کام لو۔ اس نے کوئی بات نہیں کی۔ صبح سویرے اس کی بیوی نے اُٹھ کر نوجوان کو نیند سے جگا کر کہا۔ اُٹھو۔ سورج نکلا ہے۔ جاؤ فصل کی رکھوالی کرو۔ پرندوں کے آنے کا وقت ہے۔ نوجوان اُٹھ کھڑا ہوا۔ سورج کی روشنی پھیل چکی تھی۔ اس دوران بیوی کی نظر اپنے خاوند پر پڑی۔ بیٹے سے کہا۔ تمہارا باپ آگیا ہے باپ نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا۔ بادشاہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ اب وہ آرام سے گھر بیٹھ گیا۔ اپنے بیٹے کو زر جواہر اور سونا حوالے کر دیا۔ اس کا بیٹا

اب بادشاہی کے تخت پر بیٹھ گیا - اور ختم ہوئی کہانی -

لنگڑا

کسی بادشاہ کے ملک میں ایک غریب شخص رہتا تھا - وہ بہت محنت مزدوری کرتا تھا - اس نے بہت زرد دولت جمع کر رکھی تھی - ایک دن کسی فقیر نے آکر اُس سے کہا کہ فلاں ملک میں ایک بہت ہی حسین لڑکی ہے - تم اس کے ساتھ شادی کر لو - اس نے اس کی تعریف میں زمین و آسمان ایک کر دیئے - اس کے دل میں یہ خواہش جاگ اُٹھی کہ جاکر اس سے شادی کر لے - خواہ وہ کسی بادشاہ کی بیٹی ہو یا غریب کی - وہ زر و دولت لیکر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا - آخر کسی شہر میں پہنچ گیا - اس نے وہاں دیکھا کہ ایک شخص جیسے مرا ہوا ہے - لوگ اس کے اردگرد جمع ہیں - کوئی اس کی ٹانگ ، کوئی اُس کے ہاتھ اور کوئی اس کے سر کو کھینچ رہا ہے - اس نے وہاں جاکر پوچھا یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو - انہوں نے کہا یہ شخص مر چکا ہے اور ہمارا مقروض ہے

اب ہم اس کو کھینچ رہے ہیں۔ اس غریب نے اپنی رقم ان کے درمیان
تقسیم کر دی۔ تب لوگوں نے مردے کو چھوڑ دیا۔ جب قرض خواہ چلے گئے
تو وہ اچھل کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ وہ ایک پیر سے لنگڑا تھا۔
کیونکہ قابل ادا قرضوں نے اسے ایک پیر سے لنگڑا بنا دیا تھا۔ اس نے کہا
میرا مال متاع یہی تھا۔ غریب نے اپنا راستہ لیا۔ لنگڑے اس سے کہا
جہاں تم جاؤ گے میں تمہارے ساتھ آؤں گا۔ غریب نے اسے اپنا حال بتایا۔
لنگڑا اس کا ساتھی بن گیا۔ آخر وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر کرتے
ہوئے ایک شہر پہنچے۔ ایک بوڑھی شہر کے راستے پر گلی کے سرے پر بیٹھی ہوئی
تھی۔ وہ بولی میری بیٹی سے شادی کر لو تب میں تمہیں راستہ دوں گی۔ لنگڑے
نے کہا ہم واپس آئیں گے پھر تمہاری بیٹی سے شادی ہو گی۔ وہ آگے چلے گئے۔
وہ چلتے چلتے ایک پہاڑ پر پہنچ گئے۔ وہاں جانے کا ایک راستہ تھا۔ مگر اس
راستے کو ایک اژدھا روکے ہوئے تھا۔ اس نے ان سے کہا کہ اس آدم زادہ
سے شادی کر لو تب آگے جا سکتے ہو۔ لنگڑے نے جواب دیا کہ واپسی پر شادی
ہو گی۔ وہ پھر آگے بڑھتے چلے گئے۔ آخر کار منزلیں طے کرتے ہوئے وہ
بادشاہ کے شہر پہنچ گئے۔ وہ سیدھے بادشاہ کے پاس چلے گئے کہ تمہاری

بیٹی بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کی شادی اس آدمی سے کر دیں۔ بادشاہ نے کہا
میں اپنی بیٹی کی شادی تو کر دوں گا مگر شادی کی پہلی رات اس کا شوہر مر
جائے گا۔ پہلے بھی کئی اسی طرح مر چکے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کوئی پرواہ نہیں۔
دونوں کی شادی ہو گئی۔ رات کو غریب اپنی بیوی کے ساتھ سو گیا۔ لنگڑے
نے پہرہ دیا۔ اس نے ایک سانپ کو آتے دیکھا۔ اُس نے تلوار سے سانپ
کو مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ صبح سب لوگوں کو خبر ہو گئی۔ بادشاہ بہت
خوش ہوا۔ کچھ عرصہ انہوں نے وہاں گزارا۔ پھر بادشاہ سے اجازت لے کر
اپنی بیوی کو ساتھ لے کر واپس روانہ ہو گئے۔ منزلیں طے کرتے ہوئے اس
نے اُس اژدہے کی عورت سے بھی شادی کر لی۔ پھر واپسی پر اس بوڑھی عورت
کی بیٹی سے بھی اس نے شادی کر لی۔ چلتے چلتے سفر کرتے کرتے وہ اس شہر کو
آ گئے جہاں لنگڑے کو قرض خواہوں نے پکڑ رکھا تھا۔ یہاں لنگڑے نے کہا کہ
آؤ بیویوں کو آپس میں بانٹ لیں۔ غریب نے کہا کہ بادشاہ کی بیٹی میری ہے۔
باقی دونوں تمہاری ہیں۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ سب کو نصف نصف تقسیم
کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا تم پاگل ہو۔ عورتوں کو کاٹ کر آدھا آدھا کرو
گے کیا؟ تب اس نے تلوار نکال لی۔ اور پہلی بیوی کو للکارا تو بادشاہ زادی

نے

کے منہ سے سانپ گرنے لگے۔ پھر دوسری کو للکارا تو اس کے منہ سے اژدہے کے بچے گرنے لگے۔ پھر تیسری بیوی للکارا تو ان کے منہ سے کوپرا سانپ گرنے لگے۔

پھر لنگڑے نے کہا۔ بھائی تم نے میرے ساتھ نیکی کی ہے۔ اس لئے میں نے بھی تمہاری نیکیوں کے بدلے تمہارے ساتھ یہ نیکی کی ہے۔ ورنہ یہ تمہیں کھا جاتے۔ بیویاں تمہیں مبارک ہوں۔ وہ تمہاری بیویاں ہیں اور میری بہنیں ہیں۔ غریب نے اس کو خوشی سے سینے سے لگایا۔ لنگڑا یہیں رک گیا اور غریب اپنے وطن روانہ ہوا۔ اپنے گھر آکر اپنی بیویوں کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگا۔ اور محنت مزدوری کرکے اپنا وقت آرام سے گزارنے لگا

ڈاچی

کسی ملک میں ایک نقلی بادشاہ تھا۔ اصلی بادشاہ تو اللہ تعالیٰ خود ہے۔ وہ اپنے ملک میں حکومت کرتا تھا۔ اس کا ایک بھائی بھی تھا۔ دونوں کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ایک دن کسی فقیر کا وہاں سے گزر ہوا۔ بادشاہ نے کہا

کہا کہ فقیر ہماری کوئی اولاد نہیں ہے۔ آپ دُعا کریں ہمیں اولاد ہو۔ اس کے بدلے میں تم جو کچھ مانگو گے ہم دینگے۔ فقیر نے بولا۔ میں کل صبح تم لوگوں کو بتا دوں گا۔ رات کو فقیر سو گیا۔ اس نے نیند میں خواب دیکھا۔ صبح آکر بادشاہ کو خوشخبری سُنائی کہ تمہارے گھر میں بیٹا پیدا ہو گا۔ اور تمہارے بھائی کے گھر میں بیٹی پیدا ہو گی۔ جب تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہو گا تو اس کے تین ماہ بعد تم فوت ہو جاؤ گے۔ خدا کی قدرت سے بادشاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا اور اس کے بھائی کے ہاں بیٹی ہوئی۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے کی منگنی اپنی بھتیجی سے کر دی۔ اور اپنے بیٹے کے نام بادشاہت اور تمام جائیداد کر دی۔ تین ماہ بعد بادشاہ فوت ہو گیا۔ اس کا بیٹا کم سن تھا۔ اس کی جگہ پر بادشاہی بادشاہ کا چھوٹا بھائی چلاتا تھا۔ تھوڑی بہت مدت گذری بچہ جوان ہوا۔ وہ اپنے چچا کے پاس گیا اب میں شادی کروں گا۔ چچا بولا۔ کیسی منگنی اور کیسی شادی میں اپنی بیٹی کیسے دوں گا۔ وہ ناراض ہو کر واپس لوٹا۔ اور اپنی ماں کو سارا ماجرا بتا دیا۔

ایک روز ایک تاجر تجارت کرتا ہوا ان کے شہر میں آیا۔ رات خوب بارش ہو گئی۔ سوداگر بادشاہ کے پاس گیا کہ مجھے کوئی جگہ دو کیونکہ بارش

ے میرے سامان کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ بادشاہ نے جگہ دینے سے صاف
انکار کر دیا۔ سوداگر پریشانی کی حالت میں اپنے سامان کے پاس آیا۔ اس
نوجوان نے سوداگر کو اپنے گھر لے جا کر جگہ دی۔ اس طرح دونوں کی گہری
دوستی ہو گئی۔ نوجوان بادشاہ کے رویہ اور اپنی شادی کا سارا قصہ اسے
سنایا۔ سوداگر نے اس سے کہا تم جا کر میری ڈاچی لے کر آؤ۔ اور اپنی
منگیتر کو اس پر بٹھا کر لے جاؤ۔ اس نے اپنی منگیتر کو پیغام دیا کہ تم
باغ میں پہنچ آؤ۔ وہاں سے میں تمہیں لے جاؤں گا۔ منگیتر نے جواب بھیجا میں
تو تمہاری ہوں۔ جیسا کہو گے ویسے کروں گی۔ نوجوان رات کو باغ بیٹھا
اور ڈاچی کی مہار اپنے ہاتھ میں باندھ لی کہ اسے نیند آ گئی۔ اس دوران
وہاں کوئی چور آیا۔ مہار کاٹ کر ڈاچی لے اڑا کہ اس اثنا میں وہ شہزادی
پہنچی۔ اسے معلوم نہ تھا کہ یہ کوئی چور ہے۔ اس سے بولی۔ مجھے تم نے
بول دیا تھا اور اب اکیلے جا رہے ہو۔ چور نے اُسے ڈاچی پر سوار کیا
اور چل پڑا۔ نوجوان نیند ہی میں وہاں پڑا رہا۔

صبح سویرے جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا۔ ڈاچی غائب ہے
اس نے جا کر سوداگر کو سب کچھ بتا دیا۔ ان کو یہ بھی معلوم ہوا کہ شہزادی

کر کوئی دوسرا آدمی لے گیا ہے۔ نوجوان شہزادی کے پیچھے چل پڑا۔
شہزادی نے راستے میں دیکھا کہ میرا ساتھی کوئی بات چیت نہیں کرتا،
اس کی باتوں کے جواب میں صرف ہوں ہاں کرتا رہتا ہے۔ وہ سمجھدار خاتون
تھی۔ سمجھ گئی کہ کسی غلط آدمی کے پاس پہنچی ہوں۔ اور اپنے منگیتر سے بچھڑ
گئی ہوں۔ اُس نے راستے میں کہا۔ یہ بہت اچھا میدان ہے۔ یہاں شہزادے
گھوڑے بھگاتے رہتے ہیں۔ چور نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آگے آگئے
تو وہ بولی۔ یہ علاقہ کتنا سرسبز و شاداب ہے۔ یہاں چرواہوں نے مال
مویشی چرائے ہیں تو چور نے جواب دیا۔ ہاں۔ یہ جگہ مال مویشیوں کے لئے
بہت اچھی جگہ ہے۔ اب وہ سمجھ گئی کہ وہ جلد بازی میں کسی چرواہے کے
بیٹے کے ہاتھ چڑھ گئی ہے۔ آگے جب آئے تو عورت نے ایک چال چلی
اور اُسے دھوکہ دے کر بولی۔ تم شہر چلے جاؤ۔ میں یہاں بیٹھ کر انتظار
کروں گی۔ تاکہ تم شہر سے کھانے پینے کی کچھ چیزیں لے آؤ۔ چور روانہ
ہو گیا۔ اُس کے جاتے ہی شہزادی ڈاچی پر سوار ہو گئی اور چلی گئی۔

نوجوان منزل بہ منزل سفر کرتا رہا۔ حتیٰ کہ چور کے ساتھ اُس کا
آمنا سامنا ہو گیا۔ پوچھا تم کیوں اتنا بھاگ رہے ہو؟ چور بولا۔ میری

ڈاچی میری بیوی کے ساتھ گم ہو گئی ہے۔ اُن کی تلاش کر رہا ہوں۔
اُس نے کہا۔ بے بخت وہ تو میری منگیتر ہے۔ میں تو اس کی تلاش میں
سرگردان ہوں۔ چور نے سارا ماجرا سُنایا۔ نوجوان نے کہا۔ جو کچھ ہوا
سو ہو گیا۔ چلو دونوں ان کی تلاش کریں۔ شہزادی میری ہو گی اور
ڈاچی تمہاری۔ وہ اکٹھے روانہ ہو گئے۔ دوسری طرف شہزادی تیز رفتاری
کے ساتھ سفر کرتی ہوئی کسی دریا کے کنارے جا پہنچی۔ ڈاچی کو کسی جھاڑی
کے ساتھ باندھ کر خود سو گئی۔ اس کے گلے میں ایک قیمتی ہار تھا۔ اس ہار
سے آگ کی طرح روشنی پھوٹتی تھی۔ ندی کے اس پار ایک سوداگر اپنے قافلے
کے ساتھ قیام پذیر تھا۔ اس کی نظر روشنی پر پڑی اور سوچا۔ کیا چیز ہے
اس طرح روشن ہے۔ اس نے کشتی میں سوار ہو کر دریا کے پانی کو پار کیا
اور دوسری طرف آیا۔ اس نے دیکھا کہ خوبصورت دوشیزہ محو خواب ہے۔
اور اس کے گلے کے ہار سے روشنی پھوٹ رہی ہے۔ اس نے بیدار کیا۔ دونوں
اٹھ گئے۔ سوداگر نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور کہا کہ میں تمہارے ساتھ شادی
کروں گا۔ شہزادی نے اثبات میں جواب دیا۔ شہزادی نے اس کی کشتی پانی
میں بہا دی کہ ڈاچی پر بیٹھ کر دریا پار کریں گے۔ وہ ڈاچی پر سوار

ہو گئی اور ڈاچی کو ایک چابک رسید کیا ۔ ڈاچی گویا اُڑ گئی اور شہزادی
چلی گئی ۔ سوداگر واپس ہوا ۔ سب سامان فروخت کر دیا اور سب کا
سونا خرید لیا ۔ کچھ خود لیا اور کچھ نوکروں کو دے کر شہزادی کی تلاش میں
اٹھ کھڑا ہوا ۔ راستے میں نوجوان ، چور اور سوداگر کی ملاقات ہو گئی ۔
سوداگر اور انہوں نے ایک دوسرے کو اپنا حال بتایا ۔ اب تینوں اکٹھے
ہو کر اُس کی تلاش میں چل پڑے ۔

شہزادی ایک شہر پہنچی ۔ اس نے مردوں کا لباس پہن لیا ۔ اور دوسرے
مردوں کے ساتھ شامل ہو گئی ۔ اور بادشاہ کے دربار میں چلی گئی ۔ وزیر بولا
یہ ایک خاتون ہے ۔ بادشاہ بولا ۔ نہیں مرد ہے ۔ ان کا آپس میں
اتفاقِ رائے نہیں ہوا تھا کہ شہزادی چلی گئی ۔ ندی پر غسل کر رہی
رہی تھی کہ وزیر اس کے پیچھے پیچھے چلا آیا ۔ اور ندی کے کنارے اُس کے
کپڑوں پر بیٹھ گیا ۔ اور پوچھا ۔ مجھے صحیح صحیح بتا کہ تو عورت ہے یا مرد
وہ ندی کے اندر تھی ۔ کمر تک پانی میں تھی ۔ بولی یہی ہے تم دیکھ لے
ہو کہ میں مرد ہوں یا عورت ۔ اس کا سینہ ظاہر تھا ۔ وزیر نے پہچان
اور اُس کے کپڑے چھوڑ دیئے ۔ اور منہ پھیر لیا ۔ شہزادی نے اپنے

کپڑے پہن لئے اور دونوں شہر چلے آئے۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا۔
واقعی یہ مرد ہے۔ شہزادی وزیر سے بولی۔ اب تم سے شادی کروں گی۔
اپنی تمام جائیداد بیچ دو تب شادی ہو گی۔ وزیر نے اپنی تمام جائیداد
فروخت کر دی۔ اور دونوں کسی دوسرے ملک جانے کے لئے تیار ہو گئے۔
راستے میں شہزادی نے وزیر سے پوچھا۔ یہ بتا تُو نے اپنا گھر جلایا ہے۔ تاکہ
تمہارے گھر میں کوئی رہ نہ سکے۔ وزیر اپنے گھر کو جلانے چل پڑا اور گھر
جا کر واپس لوٹا تو دیکھا شہزادی تمام سامان کے ساتھ غائب ہے۔ وزیر
بہت پچھتایا۔ مگر پچھتانے سے کیا ہوتا، جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔
وہ اُس کی تلاش میں روانہ ہوا۔ اِس دوران، شہزادی کے منگیتر۔ چور اور
سوداگر کی اس سے ملاقات ہو گئی۔ سب نے اپنا حال بتایا۔ اور فیصلہ ہوا
کہ سب اس کی تلاش کریں۔ ہر ایک کو اپنی چیز مل جائے گی۔
شہزادی ایک دوسرے شہر آ گئی۔ شہر کا دروازہ بند تھا۔ دروازے
کو دھکا دے کر کھول کر شہر میں داخل ہوئی۔ لوگوں نے اُسے گھیر لیا
کہ تم اب ہمارے بادشاہ ہو۔ وُہ مردوں کا سا لباس پہنے ہُوئے
ہوئے تھی۔ وہ کچھ بہانے بنانے لگی۔ آخر بادشاہی قبول کر لی۔ مگر وہ

جانتی تھی کہ اس کے آدمی اس کی تلاش میں ضرور اُدھر آ نکلیں گے۔ رہبر
یہی تھا۔ پہلے روز اس نے کوئی کام نہیں کیا کہ میں تھکا ماندہ ہوں۔ اور
سب کام وزیر سے کروائے۔ اس نے پہلے ہی پہرے دار بٹھا دیئے تھے کہ
جو بھی نوارد شہر میں داخل ہو اس کو پکڑ کر اُس کے سامنے پیش کیا جائے
ایک روز پہرے داروں نے چار آدمیوں کو اکٹھے آتے ہوئے دیکھا۔ ان
کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے ان چاروں کو پہچان لیا
اس نے نوجوان سے کہا۔ تم فلاں بادشاہ کے بیٹے ہو۔ اُس نے کہا ہاں۔ چور
سے کہا۔ تم ڈاچی کے چور ہو۔ سوداگر سے کہا تم سوداگر ہو۔ وزیر سے
کہا تم وزیر ہو۔ سب نے اثبات میں جواب دیا۔ وہ سب حیران ہو گئے۔
کہ ہم کس مصیبت میں پھنس گئے۔ ہمارے حال سے تو کوئی واقف نہیں تھا۔
تب بادشاہ نے کہا۔ شہزادے میں تمہاری چچا زاد بہن ہوں اور تمہاری
منگیتر ہوں۔ میں یہ سمجھتی تھی کہ ڈاچی تم لے جا رہے ہو اور میں سوار ہو گئی
مجھے چوری کی خبر نہیں تھی۔ شہزادے نے کہا۔ مجھے نیند آ گئی تھی۔ تب
شہزادی نے بادشاہی شہزادے کے سپرد کر دی۔ ڈاچی چور کے حوالے
کر دی۔ سوداگر کی دولت اُس کے حوالے کر دی۔ اور وزیر سے کہا کہ تمہیں

نہیں چھوڑوں گی ۔ کیونکہ تم نے مجھے ننگی حالت میں دیکھا تھا اور میرا تعاقب کیا تھا تاکہ میں تم سے شادی رچاؤں گی ۔ وزیر کو اس نے گھوڑوں کا گلہ بان مقرر کیا ۔ شہزادے سے اُس نے شادی کی ۔ اور باقی دونوں کو رخصت کیا ۔ اس طرح دونوں عاشق و معشوق صد دل و یک جان ہو گئے ۔ اور آرام و چین سے زندگی گذارنے لگے ۔

عقلمند غریب

کسی بادشاہ کے شہر میں ایک غریب نے رہائش اختیار کی ۔ غریب کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا ۔ وہ غریب لوہار کا کام کرتا تھا ۔ وہ ہل ۔ جوا ، درانتی اور بیلچہ وغیرہ بنا کر اپنا گذر اوقات کرتا تھا ۔ ایک دن اچانک غریب فوت ہو گیا ۔ بیٹے کی پرورش ماں نے کی ۔ مگر بدبختی سے ماں بھی مرگئی ۔ بچے کو اس کے نانا اور نانی اپنے پاس لے گئے ۔ اور اس کی نگہداشت اور پرورش کی ۔ بچہ جو بڑا ہوا تو اس نے بھی اپنا آبائی پیشہ لوہاری شروع کیا ۔ اس طرح اس نے اپنے نانا اور نانی کی گذر اوقات کا

بھی اہتمام کیا۔ ایک روز وہ جنگل کی طرف نکل پڑا۔ کہ لکڑی جلا کر لوہار کے کام کے لئے کوئلہ لائے۔ وہ لکڑیاں کاٹتا اور جمع کرتا رہا، اور ان کو جلاتا رہا تا کہ ایک بوری کوئلے سے بھر جائے۔ وُہ اس کام میں مصروف تھا کہ کسی لکڑی کو کاٹتے وقت اس نے دیکھا کہ اس کا اندر کھوکھلا ہے جس سے ایک لال کا دانہ برآمد ہوا۔ وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ جلائی ہوئی لکڑیاں ٹھنڈی ہو کر کوئلہ بن گئیں۔ تو اس نے بوری بھر کر گھر کی راہ لی گھر میں آکر اپنے نانا اور نانی کو لعل کے پانے کی خوشخبری سنائی اور کہا کہ میں اس کو بازار میں جا کر فروخت کر دوں گا۔ ہماری غربت کے دن ختم ہوں گے۔ اور ہم آئندہ آرام سے زندگی کے دن گزاریں گے۔ اپنے لئے اچھا گھر بنائیں گے۔ اس لعل کی اچھی قیمت مل جائے گی۔

لوہار کے نانا نے اس سے کہا۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ اگر بادشاہ کو اس لعل کا حال معلوم ہوا تو وہ اس لعل کو چھین کر لے جائے گا اور ہمیں بھی قید خانہ کی زینت بنائیگا۔ اور پابجولاں کر دے گا۔ لعل کی بات چھوڑ دو۔ حلال کی روزی کماتے رہو۔ ہمیں یہی عزت کی روٹی غنیمت ہے۔ لوہار نے لعل صندوق میں بند کر دیا۔ اور اپنا لوہاری کا کام جاری رکھا۔ ان ہی

دنوں ایک بہت بڑا سوداگر وہاں آیا۔ سوداگر، لوہار کے گھر کے قریب
قیام پذیر ہوا۔ شام کے وقت لوہار، سوداگر سے حال احوال لینے چلا
گیا۔ سوداگر نے کہا کہ میں فلاں ملک جا رہا ہوں۔ اور وہاں کے
بادشاہ کے پاس اپنا سامان فروخت کروں گا۔ لوہار نے ترکیب سوچی
اور لعل سوداگر کو دیکر کہا کہ اس کو لے جا کر اُس بادشاہ کو دے دینا
اور اس کو میرا سلام نیاز عرض کرنے کے بعد پیغام دینا کہ یہ لعل آپ
کے لیے، گل بادشاہ نے بھیجا ہے۔ سوداگر نے لعل لیکر اپنی جیب میں
ڈالدیا اور جاکر وہ لعل اُسی بادشاہ کو پیغام کے ساتھ پہنچا دیا۔ اس پر
بادشاہ نے چھ اونٹ سونے اور سامان سے لاد کر اس کے حوالے
کیے۔ کہ ان کو لیجا کر گل بادشاہ کو پہنچا دینا اور کہنا کہ یہ تمہاری خدمت
میں حقیر نذرانہ پیش ہے۔ سوداگر روانہ ہوا۔ سفر کرتے کرتے لوہار کے گھر
پہنچکر قافلہ کو ٹھہرایا۔ تمام سونا اور مال و متاع لوہار کے حوالے کیا
اور اس بادشاہ کا پیغام اس کو پہنچایا۔ لوہار کے نانا اور نانی کو جب
معلوم ہوا تو وہ پھر منت کرنے لگے کہ ان مال و متاع کو لوٹا دو ورنہ
اگر بادشاہ کو معلوم ہو گیا تو وہ ہم سب کو ذلیل و خوار کر دے گا۔ لوہار

نے ذہن پر زور دیکر ایک اور ترکیب سوچی اور سوداگر سے پوچھا۔ اب کہاں جانے کا ارادہ ہے ؟ سوداگر نے کہا۔ فلاں بادشاہ کے وطن کو جاؤنگا جہاں میرا گھر بھی ہے۔ اُس نے وہ تمام سونا اور مال و متاع سوداگر کو دیکر کہا کہ ان کو بادشاہ کے حوالے کر کے کہنا کہ یہ تمہارے سلام و نیاز کے لئے گل بادشاہ نے تمہارے لئے بھیجے ہیں۔

سوداگر اپنے سفر پر روانہ ہوا اور آخر اپنے وطن پہنچا۔ اپنے وطن پہنچ کر گل بادشاہ کے تحفے و تحائف اپنے بادشاہ کی خدمت میں پیش کئے اور اس کے سلام پہنچائے۔ بادشاہ نہایت خوش ہوا۔ اس نے دس اونٹ، پھر قیمتی سامان اور مال سے لاد کر کے سوداگر کو دیئے کہ گل بادشاہ کو سلام دینا اور یہ نذرانہ اُسے پیش کرنا۔ سوداگر نے یہ سارا سامان لے کر واپس لوہار کے گھر کے دروازے پر آکر اُتار دیا۔ لوہار نے گھر سے نکل کر اس سے حال احوال کیا۔ سوداگر نے کہا کہ یہ سامان تمہیں اس بادشاہ نے دوستی کے جواب میں پیش کیا ہے۔

یہ باتیں نانا نانی نے سُن لیں اور وہ سر پیٹنے لگے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کام تو لوہاری کا کرتا ہے۔ اور اسلام۔ دُعا پیغام اور تعلقات

بادشاہوں کے ساتھ ہیں۔ لوہار نے پہلے کیطرح یہ سازو سامان دوبارہ پہلے بادشاہ کو بھیجا۔ سوداگر نے سب کچھ اسی طرح پہنچایا اور لوہار خود پہلے کیطرح لوہاری کرتا رہا اور روٹی کماتا رہا۔ جب بادشاہ کو دوبارہ اتنا سازو سامان پہنچا تو وہ بہت حیران ہوا۔ سوداگر کو کہا۔ جاؤ گل بادشاہ کو پیغام دو کو میرے پاس بڑی فوج نہیں ہے۔ میں ایک چھوٹے سے ملک کا بڑا ہوں۔ میں فلانے روز تمہیں سلام کرنے بذاتِ خود آؤں گا۔ میری بادشاہت اور محلات تمہارے ہیں۔ بیٹی کے ساتھ بھی تم شادی کر لو۔ سوداگر نے آکر لوہار کو سارا پیغام پہنچایا۔ لوہار یہ حال سُنکر بہت پریشان ہوا۔ بھاگ کر کسی درخت کے سائے تلے سو گیا۔ خدا کی قدرت دو فرشتے آ گئے اور لوہار سے سب ماجرا پوچھا۔ اس نے سب کچھ اُن کو بتا دیا۔ اُسی وقت فرشتوں نے حکم دیا۔ اور ایک بہت بڑا شہر وجود میں آیا۔ خلقِ خدا کو وہاں انہوں نے جمع کر دیا۔ باغات و سبزہ زار شہر میں لگائے گئے شہر نہایت حسین اور پُر کشش ہو گیا۔ فرشتوں نے دو پریاں حاضر کیں تا کہ وہ لوہار کی خدمت کریں۔ اس کے بعد لوہار کی دعوت پر بادشاہ

وہاں اس شہر میں اُس سے ملاقات کرنے چلا آیا۔ اس نے بادشاہ کے استقبال کے لئے آگے اس کے راستے پر لوگوں کو روانہ کر دیا۔ بلوری خلقت نے اس کا استقبال کیا۔ بادشاہ شہر اور استقبال دیکھ کر حیران ہو گیا۔ کچھ عرصہ مہمان بن کر وہاں رہا۔ پھر واپس چلا گیا۔ اس نے اُسے اپنی بادشاہی بھی دے دی۔ اور اپنی بیٹی کا اس سے عقد بھی کرایا۔ اس طرح وہ بادشاہ بن گیا۔ آس پاس کے سب لوگ جمع ہوتے گئے۔ اور اس کی رعایا بن گئے۔ اب وہ حقیقتاً کل بادشاہ بن چکا تھا۔ اور اپنے نانا نانی کو بھی اس نے اپنے پاس بلایا۔ ایک غریب لوہار اپنی ترکیبوں سے آخر بادشاہ بن گیا۔

دغا باز وزیر

ایک تھا بادشاہ ۔ وہ اپنے ملک کا بادشاہ تھا۔ بادشاہ کو کوئی اولاد نہیں تھی۔ بادشاہ بہت غمگین اور دُکھیا تھا۔ بادشاہ نے دو تین شادیاں کیں تا کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔ اس کا جہان میں نام رہے اور اس کی بادشاہی

اس کی اولاد سے قائم رہے۔ مگر کچھ روز بعد بادشاہ بہت بیمار پڑگیا۔ اس کے بچنے کی اُمید نہ رہی۔ اُس نے اپنے وزیر۔ قاضی اور وکیل کو بُلایا۔ انکو بتایا کہ خدا جانتا ہے کہ اب میں زندہ رہ سکونگا کہ نہیں۔ تم لوگ آپس میں اتفاق کی رسّی مضبوطی سے تھامے رکھو۔ ورنہ تم سب لوگ نقصان اُٹھاؤ گے اور دربدر ہو جاؤ گے۔ اگر میری بات پر عمل کرو گے تو بھلا پاؤ گے ورنہ تم لوگوں کی مرضی۔ میری یہی خواہش ہے کہ میری چھوٹی بیگم کا خیال رکھو۔ وہ امید سے ہے۔ اُسے کسی طرح دُکھ پہنچانے مت دو۔ چند روز بعد بادشاہ فوت ہو گیا۔ اب وزیر وسوسوں کا شکار ہو گیا۔ اس کے دل میں فتور آگیا کہ بادشاہ کی بیگم کو ختم کرادے وزیر نے قاضی کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا۔ وزیر اسی کشمکش و پیچ میں تھا کہ خدا کی قدرت سے بادشاہ کی بیگم کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ بچہ نہایت خوبصورت تھا۔ وزیر نے سازش کی جال بچھا دی۔ کچھ لوگ بادشاہ کے گھر آئے کہ بچے کو دبا کر اس کا کام تمام کر دیں۔ چھوٹی بیگم نے وزیر کی بدنیتی بھانپ لی۔ بھاگ کر اپنے بیٹے کو پہاڑی پر چھوڑ آئی تاکہ وزیر کے ہاتھوں مارے جانے سے وہ خود مرجائے

وزیر نے آکر پوچھا۔ بچہ کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ
کوکب میرے بچے کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ وزیر واپس
گیا۔ وکیل نے اس کو منع کیا کہ خانزادی لوگوں سے ایسا سلوک
نہیں ہے۔ وزیر کو جیسے آگ لگ گئی۔ اور ارادہ کر لیا کہ اسے کسی
طرح زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ماں نے سوچا کہ بچہ تو اب مرچکا ہو گا۔
جا کر پہاڑوں سے اس کو نکال کر اُسے کفن دفن کر آؤں۔ اس کی لونڈی
نے پہاڑی کے اندر جا کر اُسے باہر لے آئی۔ بچہ ابھی تک زندہ تھا
کچھ دنوں بعد ماں نے اپنی لونڈیا کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کو
سینے سے لگایا اور کسی جنگل میں جا کر ایک جھونپڑی میں رہائش
اختیار کی۔ بچہ آخر بڑا ہو کر جوان ہو گیا۔ اُنہوں نے اُسے سونے
کا ایک ٹکڑا دیا کہ جاؤ بازار سے سامان اور کپڑے خرید کر لاؤ۔
اس لڑکے کا یہی معمول بن گیا۔ ایک دن وکیل کی نظر اس پہ پڑی۔ وہ
اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ دیکھا کہ یہ تو بادشاہ کی بیگم ہے اور
یہ تو وہی بچہ ہے۔ وہ ان کے پاس چلا گیا۔ اس نے بیگم سے
کہا۔ آؤ میں تم لوگوں کو اپنے گھر لے چلوں۔ شہزادی اس کے ساتھ

چلی گئی۔ اور وہ اس کے ہاں رہنے لگے۔ وزیر کے دل میں ہر وقت یہی کھٹکا رہتا کہ بادشاہ کا بیٹا زندہ ہے تو وہ یقیناً اسے تباہ و برباد کر دے گا۔ ایک دن اُس نے فقیروں کا بھیس بدل کر گھر گھر صدائیں لگاتا پھرا۔ حتٰی کہ وکیل کے گھر تک پہنچا۔ لڑکے نے جا کر اسے خیرات دے دی۔ اُس نے لڑکے کو پہچان لیا۔ اُس نے لڑکے کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ اس دوران وکیل بھی باہر آ گیا اور بولا۔ اے فقیر کیوں دیوانہ ہو گئے ہو۔

ایک دن شہزادہ شکار کو چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک دوشیزہ لٹکی ہوئی ہے اس کا سر نیچے ہے اور پیر اُوپر ہیں۔ اس نے پوچھا کہ تم کیسے لٹکی ہو۔؟ اس عورت نے پُوری کہانی سُنائی کہ مجھے ایک دیو نے یہاں باندھا ہے۔ شام کو آ کر مجھے کھول دیتا ہے۔ وہ وہاں درختوں کے نیچے چھُپ کر گھات میں بیٹھا۔ شام کو وہ دیو جب وہاں آیا تو کہنے لگا۔ یہاں انسان کی بُو آتی ہے۔ کچھ اِدھر اُدھر گھوم پھر کر تلاش کیا۔ پھر اس دوشیزہ کو کھول کر آزاد کیا۔ وہ اپنا سر دوشیزہ کی زانوں پر رکھ کر گہری نیند سو گیا۔ اس نے تلوار نکال کر دیو کو قتل کر کے اس

کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اُس نے دوشیزہ کو ساتھ لے کر شہر کا رُخ کیا۔ قاصد نے جا کر وزیر کو اطلاع کر دی کہ شہزادہ ایک خوبصورت دوشیزہ کو لے کر آیا ہے۔ وزیر کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس نے اس دوشیزہ کو زبردستی اٹھا لیا کیوں کہ اب وہ بادشاہ تھا۔ دوشیزہ نے اشاروں میں ان کو سمجھایا کہ تم لوگ آرام سے بیٹھو، مطمئن رہو۔ میں انکو خود نمٹ لوں گی اور زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ دوشیزہ نے مرے ہوئے دیو کے منہ کے زہریلے جھاگ کو ایک ڈبیہ میں بند کر کے اپنے ساتھ لے لیا کہ شاید کسی وقت کام آئے۔

رات کو جب وزیر گھر آیا تو وہ دوشیزہ محل میں بیٹھی ہوئی تھی اس نے کھانا وزیر کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے گلاس میں زہر ملا دیا۔ وزیر نے جب پانی پیا تو اُسی وقت دم توڑ دیا۔ اُس نے بادشاہ زادے کو بُلوایا اس سے شادی کر لی۔ شہزادہ اب بادشاہی کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے وکیل کو بُلایا۔ ۔۔۔ کو اپنا وزیر مقرر کر دیا۔ اور قاصد کو قید خانہ میں ڈال دیا۔

گول مٹول

ایک تھا بادشاہ۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ بادشاہ کی کوئی اولاد
نہ تھی۔ ایک روز بادشاہ جا کر کسی چوراہے پر دھرنا مار کر بیٹھ گیا
شاید کوئی بزرگ یا فقیر گزرے اس سے سوال کرے۔ ایک دن وہ
بیٹھا تھا کہ کسی فقیر کا وہاں سے گزر ہوا۔ اس نے پوچھا تم کیوں
اس راستے پر یوں پڑے ہوئے ہو۔ اس نے دل کی مدعا بیان کی
کہ میری کوئی اولاد نہیں ہے۔ شاید کوئی خدا ترس بزرگ یہاں سے
گزرے اور اس کی برکت سے میری دل مراد پوری ہو اور مجھے
بیٹا نصیب ہو۔ فقیر نے اس کو ہدایت کی کہ تم آگے جاؤ۔ دو پنجرے
لٹکا دو۔ اُن میں جو پرندے آجائیں اُنکو نکال کر ذبح کرو۔ آگ میں
پکا کر اپنی بیویوں کو کھلاؤ۔ بادشاہ نے فوراً جا کر دو پنجرے لٹکا دیئے
شام کے وقت جب وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک پنجرے میں پانچ پرندے ہیں
اور دوسرے میں ایک پرندہ ہے۔ وہ ان کو نکال کر لے گیا۔ پانچ

پرندے حلال کر کے اپنی دوست ترین بیوی کو کھلائے اور ایک پرندہ جو کسی دوسری قسم کا تھا۔ دوسری بیوی کو کھلایا۔ خدا کی قدرت دیکھئے۔ کہ اس کی زیادہ محبوب بیوی کے پانچ بیٹے پیدا ہوئے اور دوسری بیوی کو ایک بیٹا ہوا۔ جو ایک عجیب و غریب بچہ تھا۔ گل مٹول تھا۔ شکل و صورت سے بھی بھدا تھا۔ بچے آخر بڑے ہو گئے۔ ایک دن بادشاہ آنکھوں سے کمزور ہو گیا۔ اس نے ان سے کہا۔ جاؤ میرے بیٹے دوائی ڈھونڈ لاؤ۔ پانچوں بیٹے ایک طرف روانہ ہوئے اور ایک بیٹا تنہا دوسری جانب چل پڑا۔ پانچوں بیٹے پہلی ہی رات تھک کر ہمت ہار گئے۔ اور تھوڑی سی مٹی لے کر واپس ہو گئے۔ مگر گل مٹول بیٹا در در کی خاک چھانتا ہوا کسی طبیب کی تلاش میں کامیاب ہو گیا اور اس سے دوائی حاصل کر کے واپس ہوا۔

جب شہر کے قریب پہنچا تو اس کی ملاقات دوسرے بھائیوں سے ہوئی۔ دریافت پر ان بھائیوں نے بتایا کہ ہم کوئی دوائی ساتھ لے جا رہے ہیں۔ گول مٹول نے کہا۔ بس واپس آیا ہوں۔ معلوم نہیں دوائی کیسی ہے۔ وہ سب گھر چلے گئے۔ ان پانچ بیٹوں نے لائی

ہوئی دوائی اپنے باپ کو دیدی۔ اس نے جب مٹی آنکھوں میں ڈال
تو وہ اور زیادہ اندھا ہو گیا۔ دوسرے روز گول مٹول نے اپنی
دوائی دے دی تو بادشاہ کی آنکھیں ٹھیک ہوگئیں اور روشنائی لوٹ کر آگئی۔

کافی مدت بعد بادشاہ فوت ہو گیا۔ وہ سب اب گول مٹول کے
پیچھے پڑ گئے۔ اور اس کے دشمن بن گئے کیونکہ وہ نہایت ذہین اور
عقلمند تھا۔ ایک روز گول مٹول کی ماں بھی فوت ہو گئی۔ اس نے جلدی
کر کے اپنی ماں کو بازار لے گیا۔ وہاں کسی ہندو کا حقہ رکھا ہوا تھا۔
اس نے حقہ لے کر اس کا نل اپنی ماں کے منہ میں ڈالا۔ جب دیکھا
کہ ہندو آ گیا ہے تو وہ اس کے پاس گیا۔ ہندو نے جب یہ ماجرا
دیکھا تو بہت حیران ہوا۔ اس نے ہندو سے کہا تم نے میری ماں کو
قتل کیا ہے۔ ہندو نے بہت واویلا کیا۔ آخر مجبور ہو کر اسے دس ہزار
روپے دے کر جان خلاصی کی۔ اس نے اپنی ماں کو لے جا کر کفن دفن
کیا۔ گھر آیا تو بولا۔ میرے پاس دس ہزار روپیہ ہے میں نے اپنی ماں
کو بیچ دیا ہے۔ پانچوں بھائیوں نے بھی اپنی ماں کو ہلاک کیا کر جا کر اسے
ہندو کے پاس فروخت کر دیں۔ انہوں نے لاش لے جا کر ہندو سے

کہا کہ تم نے گول مٹول کی ماں کی لاش دس ہزار روپے میں خرید
لی ہیں بھی اتنی رقم دے کر ماں خرید لو۔ ہندو نے ان کو کہا۔ بے وقوفو
مردے کو لوگ دفن کرتے ہیں۔ اسے کون خریدتا ہے۔ وہ اور زیادہ
غصہ ہو گئے۔ کہ اب تو گول مٹول کو سبق دے کر اس کا گھر جلائیں گے
اُنہوں نے اس کے گھر کو آگ لگا دی۔ گول مٹول نے راکھ جمع کی
ان کو بوریوں میں بھر کر اونٹ پر لاد کر کسی راستے پر چل پڑا۔
راستے میں کسی ہندو سے اسکا آمنا سامنا ہوا۔ ہندو نے اس سے
کہا کہ میرے بیٹے کو سوار کر لو۔ اس نے بوری کے اوپر تھوڑی سی
رقم رکھ لی تھی۔ اس نے کہا خیال کرنا۔ میری بوری میں پیسے ہیں۔ اگر
تمہارے بیٹے سے کوئی ہوا نکل گئی اور وہ راکھ بن گئے تو پھر میں کیا
کروں گا۔ یہ کہہ کر اس نے ہندو کے بیٹے کو سوار کر لیا۔ اور لا کر شہر
پہنچا دیا۔ وہاں اس نے ہندو کو پکڑ لیا۔ دیکھو میری بوری کے پیسے راکھ
بن چکے ہیں۔ ہندو نے بوری کو پیسوں سے بھر کر اُسے لوٹا دیا۔ وہ رقم
لے کر واپس گھر آیا اور بھائیوں کو بتایا کہ تم لوگوں نے میرے گھر جلایا
میں نے اس کی راکھ فروخت کر کے اتنی بڑی رقم کما لی ہے۔

ان بھائیوں نے بھی اپنے گھر جلا ڈالے اور بوری میں راکھ بھر کر
گھر ان کو بیچنے نکل پڑے۔ لوگوں نے ہر جگہ ان کا مذاق اڑایا کہ
کر اپنے سر پر ڈال دو۔ راکھ کیلئے کون پیسہ دیتا ہے۔ اب تو ان
کے غصے کا پارہ چڑھ گیا۔ انہوں نے واپس آکر گول مٹول کے بیل کو
ذبح کر ڈالا۔ گول مٹول نے اس کا چمڑا نکال کر کسی درخت کے ساتھ
لٹکا دیا۔ اس اثنا میں جوا کھیلنے والے اس درخت کے نیچے جمع ہو گئے
اور ہوا چلنے سے ہلا۔ دھڑکے پر جوا باز خوف زدہ ہو کر بھاگ کھڑے
ہوئے اور جوئے بازی پر لگی ہوئی ساری رقم وہاں چھوڑ گئے۔ سب رقم
گول مٹول نے اکٹھی کر کے قبضے میں لے لی۔ اور جا کر بھائیوں کو بتایا
کہ بیل کے چمڑے کی فروخت سے اس نے اس قدر رقم کمائی ہے۔ انہوں
نے بھی اپنے بیل ذبح کئے لیکن ہر ایک چمڑے پر صرف ان کو دو دو
پیسے ملے۔ وہ اب نہایت غصہ ہو گئے کہ اب رات کو کھانے کے لئے
ان کے گھر میں کچھ نہیں ہے۔ اور دوسری طرف گول مٹول روز بروز امیر سے
امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ فیصلہ
کیا کہ گول مٹول کو لے جا کر پانی میں ڈبو دیں گے۔ انہوں نے اسے ایک

روز دریا کے کنارے دھکا دے کر پانی میں گرا دیا اور خود گھر چلے آئے۔
وہ پانی میں ڈبکیاں کھا رہا تھا کہ اس دوران وہاں ایک چرواہا آ گیا۔
اس نے چرواہے کا پیر پکڑ کر پانی سے اپنے کو نکال لیا۔ گول مٹول
نے اسے دھکا دے کر پانی میں گرا دیا۔ وہ پانی میں گر کر ڈوب گیا۔
گول مٹول اس کا سارا ریوڑ ہانک کر گھر لے گیا۔ اس نے اپنے بھائیوں
کو بتایا کہ اس دریا کے پانی سے اسے یہ سب ریوڑ ملا ہے۔ اس کے
اندر ریوڑ بہت ہیں۔ سب بھائی اکٹھے ہو کر دریا پر چلے گئے۔ بڑے
بھائی کو دھکا دے کر اندر گرایا تو وہ ڈبکیاں کھانے لگا۔ ایک بھائی نے
پوچھا۔ یہ کیا کر رہا ہے۔؟ گول مٹول نے جواب دیا۔ وہ کہتا ہے کہ مال بہت
ہے۔ مجھ سے اکیلے نہیں نکالا جاتا۔ تم لوگ بھی آ جاؤ ایک ایک کر کے سب
نے چھلانگ ماری اور سب ڈوب کر ختم ہو گئے۔ گول مٹول گھر لوٹ آیا۔
اس نے اپنی عقلمندی سے دُکھ سہہ کر اور محنت کر کے اپنا مقام خود
پیدا کر لیا۔ اور باقی زندگی آرام سے گزارنے لگا۔

بادشاہ اور سوداگر

کسی ملک میں ایک بادشاہ تھا۔ بادشاہ تجارت بھی کیا کرتا تھا اور
اس کی ایک بڑے سوداگر کے ساتھ شراکت تھی اور وہ سوداگر باہر
تجارت کا مال لے کر کاروبار کرتا تھا۔ اب بادشاہ کے دو بیٹے تجارت
کرنے لگے تھے۔ کچھ عرصہ بعد سوداگر کسی بیرونی ملک سے بہت تجارتی
مال لے آیا۔ اور شہر میں مال اتارا۔ لوگ مال دیکھنے کے خواہاں تھے
بادشاہ نے لوگوں کی دعوت کا اہتمام کیا۔ شام کو لوگ جمع ہو گئے۔ سوداگر
بادشاہ اور اس کے بیٹے بھی آکر اس دعوت میں شریک ہو گئے۔ کھانے
کے دوران بہت دور بادشاہ کی نظر آگ کے شعلوں پر پڑی۔ بادشاہ
محل سے باہر نہیں نکلا۔ کھانا ختم ہونے کے بعد وہ شہر سے باہر
نکلا کہ دیکھوں کیسی آگ کے شعلے ہیں۔ سوداگر اور لوگوں نے کہا۔
بادشاہ سلامت ۔ یہ شعلے بہت دور واقع ہیں۔ ہمیں اس کے بارے
میں کچھ معلوم نہیں۔ بادشاہ نے اصرار کیا تو لوگوں نے اسے بتایا۔

کہ یہ شعلوں کی روشنی فلاں بادشاہ کی ملکہ کی ہے۔ جو اتنی خوبصورت اور حسین ہے کہ اس کا چہرہ آگ کی طرح روشن ہے۔ جب سے وہ ملکہ اس شہر میں سکونت پذیر ہوئی ہے وہ پورا شہر روشن ہو گیا ہے۔ بادشاہ بولا۔ میں جا کر اس عورت کو ضرور لے آؤں گا۔ سوداگر نے عرض کیا بادشاہ سلامت! کئی بادشاہوں نے ایسی کوششیں کیں ہیں مگر اسکو لے جانے کسی کو کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ میں نے کئی بار اس شہر کے چکر لگائے ہیں۔ بادشاہ نے تمام حالات معلوم کئے اور شہر کی نشانیاں دریافت کیں۔

بادشاہ اس شہر کی جانب سفر پر روانہ ہوا۔ آخر وہ اپنی منزل کو پہنچا۔ اس کے پاس مال و دولت کی کمی نہیں تھی۔ بادشاہ کے محل کے ساتھ ہی اپنے لئے ایک محل خرید لیا۔ اور اس نے محل سے سرنگ کھودنا شروع کی اور اسے بادشاہ کے محل کے اندر تک پہنچا دیا۔ ایک روز بادشاہ کی ملکہ بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ سرنگ سے باہر نکل آیا۔ ملکہ کو حیرت ہوئی بادشاہ نے اپنی پوری کہانی سنائی۔ اور ملکہ کو اپنی باتوں سے بہلا کر راضی کر لیا۔ دونوں کی دوستی ہو گئی۔ بالآخر کہ ملکہ سرنگ کے راستے بادشاہ کے پاس چلی جاتی اور رات بھر اس کے ساتھ ہم مجلس رہتی۔ آخر ملکہ وقت

گزارنے کے ساتھ ساتھ اس پر شیدا ہو گئی۔

ایک دن بادشاہ نے ملکہ سے کہا۔ اے حسینہ! میرے لوگ اور میری رعیت میرے انتظار ہیں۔ میں مصروف آدمی ہوں۔ اب تم کوئی ترکیب سوچو۔ ملکہ بولی۔ تم جانے کی تیاریاں شروع کرو۔ بادشاہ کچہری لگائے بیٹھا ہے۔ تم بادشاہ کے کپڑے پہن لو اور کچہری میں چلے جاؤ۔ بادشاہ تمہیں دیکھ کر حیرت زدہ ہو جائے گا۔ پھر تم بھاگ کر واپس آؤ اور کپڑے تبدیل کرو۔ بادشاہ نے اس ترکیب پر عمل کیا اور بادشاہ کی کچہری میں چلا گیا۔ بادشاہ کی اس پر نظر پڑی تو حیران ہوا کہ میرے کپڑے اس نے کیسے پہنے ہیں۔ سردرد کا بہانہ بنا کر وہ کچہری سے اُٹھا اور واپس آ کر بادشاہ کے کپڑے اتارے اور اپنے کپڑے پہن لئے۔ بادشاہ جب اپنے محل آیا تو اس نے اپنے کپڑے وہاں پائے۔ وہ بڑے شش و پنج میں رہا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ میں نے کسی آدمی کو اپنے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ بیوی بولی۔ ایسے کپڑے بہت ہیں۔ دوسرے روز اس نے بادشاہ کی پگڑی سر پر باندھ لی اور کچہری میں چلا گیا۔ بادشاہ نے جب اپنی پگڑی دیکھی تو اُٹھ کر گھر آیا۔ اس کے آنے سے پہلے ملکہ کا دوست اس کی

پگڑی کا اتار چکا تھا۔

ملکہ نے اپنے دوست کو مشورہ دیا کہ کل رات تم بادشاہ کی دعوت کر لو۔ میں کھانے سے پہلے آ جاؤں گی۔ وہ بادشاہ کے پاس چلا گیا اور اُسے رات کے کھانے کی دعوت دی۔ بادشاہ دعوت پر اس کے ہاں چلا گیا۔ ملکہ پہلے سے وہاں موجود تھی اور کھانا تیار کرنے میں مصروف تھی۔ بادشاہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ اس کی ملکہ کھانا بنا رہی ہے۔ بادشاہ یہ کہہ کر واپس ہوا کہ میں جا کر اپنا پوڑ (مٹی سے بنا ہوا چھوٹا سا چرٹ) لاتا ہوں۔ اس کے کش لگائے بغیر کھانا کھا نہیں سکتا۔ وہ نکل کر چلا گیا۔ ملکہ سرنگ کے راستے اس کے گھر پہنچنے سے پہلے ہی اپنے محل چلی گئی۔ وہ انتظار میں بیٹھ گئی۔ بادشاہ جب آیا تو اس نے بادشاہ سے پوچھا۔ تم نے نہیں کہا تھا کہ آج باہر تمہاری کسی نے دعوت کی ہے۔ بادشاہ نے کہا۔ بیگم! جب میں وہاں گیا تو ہو بہو تمہاری شکل و صورت کی ایک حسین و خوبصورت عورت وہاں بیٹھی ہوئی تھی۔ میں سمجھا شاید تم ہی ہو میں اپنا پوڑ لانے کے بہانے وہاں سے چلا آیا۔ ملکہ بولی۔ وہ تو میری بہن ہے۔ یہ کہہ کر وہ واپس ہوا۔ ملکہ دوبارہ سرنگ کے ذریعے آ کر پہلے

وہاں کھانا پکانے میں مصروف ہو گئی۔ بادشاہ نے آ کر اسے کام

مصروف پایا۔ بادشاہ نے کھانا تناول کیا اور اس آدمی سے کہا پہلے

تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ ہماری بیویاں آپس میں بہنیں ہیں۔ اب ملکہ

کو خوب موقع ملا۔ اور خوب گپیں اور مزے اٹھانے لگے۔

ایک دن وہ سفر پر تیار ہوا۔ بادشاہ سے اجازت لی وہ اب جا رہے

ہیں۔ بادشاہ نے بخوشی بہت تحفہ تحائف اس کو دیئے۔ اور کہا کہ اپنی

حدود تک تم لوگوں کو رخصت کرنے ساتھ آؤں گا۔ بیوی بھی ساتھ تھی۔

بادشاہ کی سرحد پر ایک درخت تھا۔ دوپہر اس درخت کے سایہ تلے انہوں

نے گزاری۔ پھر وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے ملک چلے گئے۔ بادشاہ

جب واپس اپنے محل آیا تو ملکہ کو اس نے آواز دی۔ مگر ملکہ موجود

نہیں تھی۔ ادھر ادھر اس کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملی۔ اس کے کمرے میں چلا

گیا کہ شاید وہ اپنی بہن کی یاد میں غمگین بیٹھی ہو۔ جب وہاں گیا تو اس

نے سرنگ کو دیکھ لیا۔ وہ سرنگ میں داخل ہوا اور چلتے چلتے اس محل

میں پہنچا جہاں اس نے دعوت کھائی تھی۔ تب اس کو تمام صورتحال

کا علم ہوا۔ اور اس پر حقیقت واضح ہوئی۔ کہ یہ کیسی ترکیب سوچی گئی

تھی۔ وہ شرمسار ہو کر اپنے گھر آیا۔ اس طرح وہ اپنی ملکہ سے محروم ہو گ
اس بادشاہ نے ملکہ کو اپنے گھر لا کر اس سے شادی رچائی اور خوش
خرم ہو کر زندگی گزارنے لگے۔ سوداگر نے اپنی تجارت جاری رکھی۔ بے
فکر چین سے رہنے لگے۔

چھ بھائی

کسی ملک میں ایک بادشاہ تھا اس کے چھ بیٹے تھے۔ بڑے بھائی
نے سب سے پہلے شادی کر لی۔ دوسروں نے پیچھے بعد دیگرے شادی ک
بادشاہ نے اپنے گھر حکم جاری کیا۔ کہ کوئی سوالی آئے یا کوئی اور۔ اس کی
چھوٹی بہو کو کبھی باہر بھیجا نہ جائے۔ کچھ روز گزرے ہی تھے کہ ایک فقیر
نے گھر پر صدا لگائی اور خیرات طلب کی۔ بڑی بہو نے کچھ گندم لے کر اسے
دی۔ مگر اس نے لینے سے انکار کیا۔ سب بہو باری باری گئیں۔ مگر فقیر
نے کسی کے ہاتھ سے بھی خیرات لینی قبول نہیں کی۔ وہ تمام دن دروازے
پر بیٹھا ہی رہا۔ آخر گھر کی عورتیں تنگ آ گئیں۔ لاچار ہو کر چھوٹی بہو

و خیرات دے کر باہر بھیجا - جونہی وہ باہر نکلی - فقیر نے اُسے پھونک
ماری اور وہ کتیا بن گئی - اور فقیر چلتا بنا - وہ اس کے پیچھے پیچھے روانہ
ہو گئی - تمام عورتیں خوف زدہ ہو گئیں - کہ آخر بادشاہ کو کیا جواب دیں
گی - شام کو بادشاہ گھر آیا - سب کو مغموم اور حواس باختہ پایا - اس
نے پوچھا - کیا بات ہے؟ انہوں نے سب حال بتایا کہ ایک فقیر خیرات
مانگنے آیا تھا - سب نے باری باری جا کر اسے خیرات دی مگر اس نے نہیں
لی - آخر چھوٹی بہو مجبوراً خیرات لیکر گئی تو اسے جھاڑ پھونک کے ذریعے
اس نے کتیا بنا دیا - جو پیچھے پیچھے اس کے ساتھ چلی گئی - بادشاہ کے
بھائی بھی آ گئے - سب کمر بستہ ہو گئے کہ اپنی بہو کو واپس لائیں گے -
بادشاہ نے سب عورتوں سے دریافت کیا کہ تم لوگوں میں سے کوئی حمل
سے تو نہیں - بادشاہ کی ملکہ نے کہا کہ میں امید سے ہوں - اس نے
اپنی انگوٹھی نکال کر ملکہ کو دیدی اور نصیحت کی - اگر بیٹا ہوا تو اسے
اُسکو پہنانا - اگر بیٹی ہوئی تو اسے ویسے ہی رکھنا - وہ سب فقیر
کے پیچھے روانہ ہوئے - ایک دن وہ فقیر کی جگہ پہنچے - فقیر نے جھاڑ پھونک
ماری - تو سب پتھر بن گئے -

کچھ عرصہ بعد بادشاہ کے گھر میں بیٹا پیدا ہوا۔ وہ بڑا ہو کر جوان ہوا۔ اس نے اپنی ماں سے پوچھا۔ امی میرا کوئی باپ ہے کہ نہیں؟ ماں نے اسے بتایا کہ تمہارا باپ بادشاہ تھا۔ تمہاری چھوٹی بھابی کو ایک فقیر لے گیا۔ وہ اس کی تلاش میں گئے ہیں۔ ابھی تک واپس نہیں لوٹے ایک دن اس نے انگوٹھی نکال کر بیٹے کو دی کہ تمہارے باپ نے تمہارے لئے رکھ چھوڑی تھی۔ بیٹا اپنے باپ اور چچاؤں کی تلاش کے لئے جانے پر تیار ہوا۔ وہ چلتے چلتے آخر جادوگر کے شہر پہنچ گیا۔ جادوگر اس وقت وہاں موجود نہیں تھا۔ اس نے ایک عورت کو وہاں دیکھا۔ عورت نے اُسے دیکھا تو پہلے ہنسی اور پھر رونے لگی۔ اس نے اُسے بتایا کہ میرا شوہر اور پانچ چچا سب یہ پتھر بنے پڑے ہیں۔ تمہیں بھی جادوگر آ کر پتھر بنا دے گا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ خیر کرے گا۔ اس نے عورت سے پوچھا کہ اس جادوگر سے نمٹنے کا طریقہ کیا ہے۔ عورت بولی کہ اس کا علاج ہے۔ بشرطیکہ تم ایک جگہ جا سکو۔ اس نے نوجوان سے پوچھا کہ تم ان کے لئے کیوں اتنی تکلیفیں اُٹھاؤ گے۔ نوجوان نے بتایا کہ میں اسی بادشاہ کا بیٹا ہوں۔ اور دوسرے میرے چچا ہیں۔

عورت بہت خوش ہوئی ۔ اُسے کھانا کھلایا ۔ راستہ بتا دیا کہ آگے ایک ندی آئے گی ۔ اس کے قریب والے باغ کے اندر مت جانا ۔ اس سے آگے جو باغ آئے اس میں چلے جانا ۔ وہاں درخت کے ساتھ لٹکا ہوا ایک پنجرہ ہے ۔ جس میں ایک مرغا ہے ۔ تم وہاں سے اُس مرغے کو نکال کر لانا ۔ اُسے مارنا نہیں ۔ پہلے یہاں ضرور لے آنا ۔ جب یہاں آؤ گے تو جادوگر تم کہے گا ۔ کہ مرغے کو چھوڑ دو ۔ لیکن تم اسے بالکل آزاد نہ کرنا ۔ اسی مرغے میں جادوگر کی روح ہے ۔

وہ وہاں سے چلا گیا ۔ اور مرغے کو لیکر جلدی لوٹ آیا ۔ راستے میں مرغے کو اس نے تھوڑا بھینچا ۔ جادوگر بیقرار ہو گیا ۔ عورت نے پوچھا ۔ آج تمہیں کیا ہو گیا ہے ۔ جادوگر نے کہا ۔ مرغے کو چھوڑ دو ۔ ورنہ تمہیں پتھر بنا ڈالوں گا ۔ اُسے جتنا ڈرایا دھمکایا ۔ نوجوان قطعاً انکار کرتا رہا ۔ کہ کبھی بھی مرغے کو نہیں چھوڑوں گا ۔ جادوگر نے منت سماجت کی کہ اس کے بدلے جو مانگتے ہو ، مانگو ۔ میں دوں گا ۔ نوجوان نے کہا ان پتھروں کو واپس انسان بنا دو ۔ پھر میں مرغے کو آزاد کر دوں گا ۔ اس نے ان کو ہم انسان بنا دیا ۔ تو نوجوان نے مرغے کی گردن کو دبوچ لیا اور اُسے

مار دیا۔ جادوگر کی روح بھی اسی وقت نکل گئی۔ وہ پتھر کے پتھر آدمی زندہ ہو گئے۔ انہوں نے نوجوان کو نہیں پہچانا۔ بادشاہ نے پوچھا تم کون؟ اس نے بتایا کہ میں بادشاہ کا بیٹا ہوں۔ یہ انگوٹھی اس کی نشانی ہے۔ بادشاہ نے انگوٹھی پہچان لی۔ اور اسے گلے لگا لیا۔ وہ سب واپس اپنے ملک آ گئے۔ لوگوں نے جی بھر کر خوشیاں منائیں اور سب ہنسی خوشی زندگی گذارنے لگے۔

کنیز کا بیٹا

ایک بادشاہ اپنے ملک میں حکمرانی کرتا تھا۔ اس کی دو بیویاں تھیں۔ ایک اچھے خاندان کی لڑکی اور دوسری بیوی کنیز تھی۔ بیچاری کنیز کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔ قدرت خدا کی کہ اس خاندانی بیوی کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اور کنیز کا بیٹا نہایت چست اور مضبوط جوان تھا۔ جبکہ دوسری بیوی کا بیٹا بزدل اور سست تھا۔ اب بادشاہ بوڑھا ہو چکا تھا۔ وہ حیران تھا کہ کس بیٹے کو بادشاہی کے تخت پر بٹھائے۔ کیونکہ اس

نافرمان بیوی کے بیٹے میں کوئی قابلیت اور صلاحیت نہیں تھی اس کو کسی
کسی طرح بھی بادشاہ نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ ایک دن اُس نے دربار
لگایا۔ لوگوں کو دعوت دی۔ وزیر نے مشورہ دیا کہ بادشاہی کا تاج
کنیز زاد بیٹے کو پہنا دو۔ اگر دوسرے کو بادشاہ بنا دیا تو اسے کوئی نہیں
مانے گا۔ تمہاری بادشاہت کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ بادشاہ نے
کہا۔ کوئی ایسا طریقہ تلاش کرو کہ بادشاہت قائم رہے۔ اس نے اسے
مشورہ دیا کہ اس طرح کرو کہ ہر ایک بیٹے کو دو دو ہزار روپے
حوالے کر دو۔ جو بھی ایک مقررہ وقت میں ان پیسوں کو کئی گنا کرکے
واپس لائے اسی کو بادشاہ بنا دو۔ بادشاہ نے اپنے بیٹوں کو بلوا
بھیجا۔ ہر ایک کو دو دو ہزار روپے دیکر کہا کہ جس کسی نے بھی
تین مہینوں کے اندر اس رقم سے کام لے کر اُسے بڑھا کر لایا، بادشاہت
اُسی کی ہوگی۔ دونوں بھائی رقم لے کر روانہ ہو گئے۔ چلتے چلتے وہ ایک
دوراہے پر پہنچے اب دو راستے دو سمتوں کو جاتے تھے۔ کنیز کے بیٹے نے
کہا۔ بھیا! ہم نے شرط لگا رکھی ہے مگر اکٹھے جا رہے ہیں۔ آؤ کہ
الگ الگ اپنی راہ لیں۔ اس بھائی نے ذرا اصرار کیا کہ نہیں اکٹھے

جائیں گے کیونکہ اکیلے میں مزہ نہیں ہے۔ اس کی نیت بھی خراب تھی۔ مگر کنیز کے بیٹے کا دل صاف تھا۔ وہ یہاں ایکدوسرے سے جُدا ہو کر مختلف راستوں پر چل دیئے۔ جاتے وقت دونوں نے اپنی تلواریں ایک جگہ دفن کر دیں۔ کہ واپسی پر دیکھیں کون پہلے آیا ہے۔

خاندانی ماں کا بیٹا کچھ آگے جا کر تھک گیا اور ایک شہر میں بیٹھ گیا۔ اس نے وہاں دیکھا کہ لوگ بڑے مزے سے خربوز تربوز کھاتے ہیں اور اچھے اچھے کھانے کھاتے ہیں۔ اُس نے بھی اُن کے پاس آنا جانا شروع کیا۔ لوگوں کو اچھے اچھے کھانے کھلاتا رہا اور اپنی تمام پونجی ختم کر ڈالی اب محنت مزدوری تک نوبت آگئی۔ وہ اتنا کچھ کماتا تھا کہ صرف اس کی گذرِ اوقات ہوتی تھی۔ اس نے بڑے دُکھ اٹھائے اور محتاج ہوگیا۔

اب اس کا ذکر یہیں چھوڑ دو۔ تاکہ تذکرہ ہو کنیز کے بیٹے کا۔

کنیز کے بیٹے نے دل میں ارادہ کر لیا کہ پوری جدوجہد کرے گا اور کسی سوداگر یا کسی بادشاہ کے شہر میں جاکر ان سے ملاقات کرے گا۔ پوچھ گچھ کرتے کرتے اسے کسی نے بتایا کہ فلاں شہر کا حاکم نہایت اچھا اور نیک بادشاہ ہے۔ ہر ایک کا خیال رکھتا ہے۔ وہ اسی جانب روانہ ہوا۔

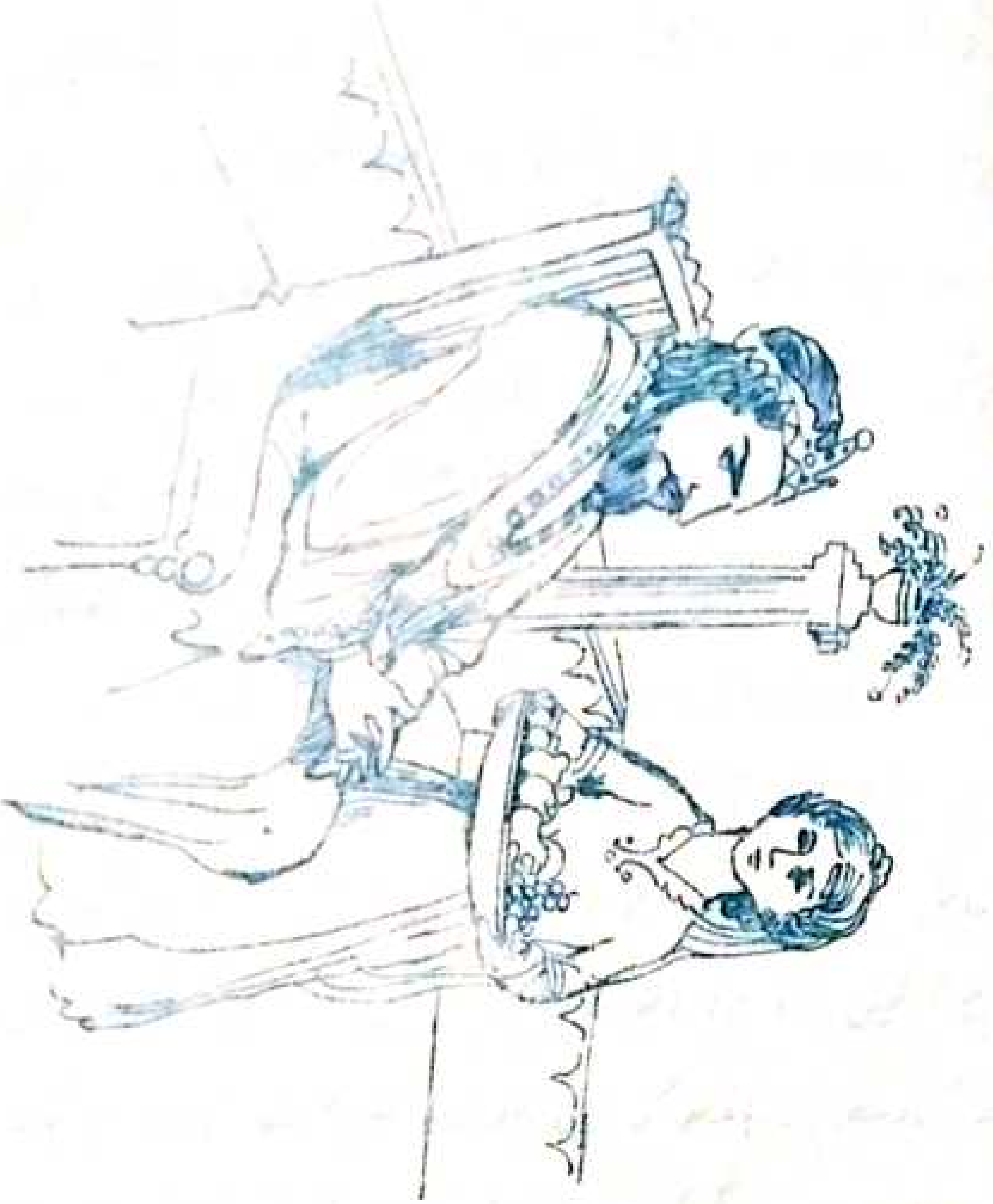

چلتے چلتے تھک گیا۔ دوپہر کی گرمی تھی۔ وہ کسی درخت کے سائے میں
کچھ ستانے لگا۔ منزل بہت دور تھی۔ وہ اس درخت کے سائے
میں لیٹا ہوا تھا کہ اس دوران تین حوریں آ گئیں۔ اس درخت کے اوپر
بیٹھ گئیں۔ ان حوروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس شخص کی مدد کرنا ہے
اس غریب نے بہت بڑی اور مشکل شرط لگا رکھی ہے۔ ایک بولی۔ میں جس
شاخ پر بیٹھی ہوں، اس کے نیچے خزانے کی ایک بوتل ہے۔ وہ اس نکال
کر لے جائے۔ دوسری بولی۔ میں جس شاخ پر بیٹھی ہوں اگر اس کی پتیاں
توڑ کر لے اور جس کسی کو بھی کوڑھ کی بیماری ہو۔ ان پتیوں کے کھانے
سے شفا پائے۔ تیسری بولی۔ اس درخت کے پھولوں کو توڑ کر ان کو
پیس کر کسی اندھے کے آنکھوں میں سرمہ کی طرح ڈال دے تو اس کی
آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ ان باتوں کے بعد حوریں اڑ کر چلی گئیں۔
کنیز کا بیٹا آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ پتیاں اور پھول توڑ کر اپنی
چادر کے کنارے پر باندھ کر اپنی راہ لی۔ سفر کرتے کرتے وہ ایک
جگہ پہنچا جہاں اسے کچھ گھوڑے سوار آتے ہوئے نظر آئے۔ دریافت
پر انہوں نے بتایا کہ بادشاہ بیمار ہے۔ کئی حکیموں طبیبوں سے علاج

کرایا ہے ۔ مگر افاقہ نہیں ہوا ۔ ان سب کو بادشاہ نے قتل کر دیا ہے
ہم کسی ایسے طبیب کی تلاش میں ہیں ۔ جس کے علاج سے شاید بادشاہ
کو صحت یابی نصیب ہو ۔ اس نے کہا ۔ میں تم لوگوں کے بادشاہ کا علاج
کروں گا ۔ وہ اسے اپنے ساتھ شہر لے گئے ۔ اسے بادشاہ کے پاس پہنچایا
بادشاہ نے اپنی بیماری کا حال دیا ۔ اس نے بادشاہ کو کہا کہ میں تمہارا علاج
کروں گا ۔ اس نے وہی پتیاں نکال کر بادشاہ کو کھلائیں ۔ صبح کو بادشاہ
اُٹھ بیٹھا ۔ دو راتوں تک اس نے علاج جاری رکھا ۔ خدا کی قدرت سے
بادشاہ بالکل صحت یاب ہو گیا ۔ بادشاہ نے اُسے محل میں جگہ دی اور
اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کروایا ۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد اس
نے بادشاہ سے اپنے چلے جانے کے ارادے کا اظہار کیا ۔ اور کہا
کہ اپنی بیوی کو یہیں چھوڑ کر جاؤں گا اور پھر واپس آؤں گا

کنیز کا بیٹا منزل بہ منزل چلتے چلتے ایک شہر میں پہنچا ۔ جہاں اسکی
ملاقات وہاں کے وزیر سے ہوئی ۔ جس نے بادشاہ کے اندھا ہو جانے
کا سال بتایا ۔ چنانچہ اس نے وعدہ کیا کہ میں تمہارے اندھے بادشاہ
کا علاج کروں گا ۔ اسے بادشاہ کے پاس لے جایا گیا ۔ بادشاہ نے یہ

شرط لگا دی کہ میرا علاج ہوا تو ٹھیک ورنہ تیرا سر قلم کر دونگا ۔ وہ راضی ہو گیا ۔ وہی پھول اس نے سرمہ کیطرح آنکھوں میں استعمال کرنا شروع کیا۔ بادشاہ کی آنکھوں میں کچھ روشنی آ گئی ۔ تین دن کے علاج کے بعد بادشاہ کی آنکھوں میں روشنی واپس آ گئی ۔ بادشاہ بہت خوش ہوا ۔ اسے اپنے محل میں بٹھایا اور اپنی بیٹی کو اس کی خدمت میں مقرر کر دیا۔ وہ دن رات اس کی خاطر مدارت میں لگی رہی ۔ دونوں میں دوستی پیدا ہو گئی ۔ جب بادشاہ کو ان کی دوستی کا علم ہوا تو دونوں کی شادی کر دی۔

ایک رات کنیز کے بیٹے نے پھر رختِ سفر باندھا ۔ بادشاہ نے بڑی منت سماجت کی اور کہا جس چیز کی تم کو ضرورت ہو ساتھ لے جاؤ۔ اس نے پچاس اونٹ اور پچاس مزدوروں کے ساتھ اس کو روانہ کیا اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ اپنے والد سے یہ کتا مانگ کر مجھے دیدو ۔ بڑا اچھا کتا ہے ۔ وہ بھی اُسے دے دیا گیا ۔ وہ سفر کرتے کرتے واپس پہلے بادشاہ کے ملک پہنچا۔ بادشاہ اپنے داماد کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ۔ اس کی بڑی آؤ بھگت کی ۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد بادشاہ سے اجازت لے کر اپنی بیوی کو ساتھ لئے روانہ ہوا۔ سفر کرتے کرتے وہ پھر اُسی

درخت کے نیچے آکر خیمہ زن ہوا۔ دونوں بیویاں اس کے ساتھ تھیں اور درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے۔ اور کچھ فاصلہ پر اس کا کاروان مزدوروں کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ کنیز کے بیٹے نے اب اس جگہ کو کھودا اور خزانہ نکال کر اونٹوں پر لاد دیا۔ یہ منزلیں طے کرتے ہوئے اس جگہ پر پہنچے جہاں تلواریں رکھی گئی تھیں۔ کنیز کے بیٹے نے زمین کھود کر دیکھا۔ تلواریں ابھی تک رکھی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی تلوار نکال کر لے گیا اور آگے بڑھ گیا۔ رات ایک شہر میں گذاری۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کا بھائی تغاری اٹھا کر مزدوری کرتا ہے۔ اس کے کپڑے کیچڑ سے لت پت ہیں۔ خاندانی بیٹے نے اپنے بھائی کو نہیں پہچانا۔ مگر کنیز زادہ نے اسے ساتھ لے لیا۔ نئے کپڑے پہنائے اور اپنے ہمراہ کر لیا۔ راستے میں اُسے بتایا کہ میں تمہارا وہی بھائی ہوں۔ سفر میں رات پڑ گئی۔ ایک جگہ قیام کیا۔ دونوں بھائی شکار کو نکلے۔ کنیز کے بیٹے نے اُسے اپنا تمام حال بتایا کہ کس طرح اُس نے اپنے لئے دو بیویاں پیدا کیں۔ اور بہت سا مال و دولت اکٹھا کیا۔ اس کے بھائی کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور وہ اسے ختم کرنے کا منصوبہ

بتانے لگا۔ کنیز کے بیٹے کو پیاس لگی۔ اس نے پانی مانگا کہ تمہارے پاس مشک ہے۔ بھائی نے کہا۔ میں تمہیں اس شرط پر پانی دوں گا۔ جب تمہاری ایک آنکھ نکال لوں گا۔ اس نے اپنے بھائی کو اپنی نیکیاں یاد دلائیں مگر وہ نہ مانا۔ اس شریف ماں کے بیٹے نے اس کی آنکھ نکال لی۔ کُتے نے اُچھل کر اسے اپنے منہ میں لے لیا۔ اسی طرح اس نے اس کی دوسری آنکھ بھی نکال لی۔ وہ بھی کتے نے اُچھل کر منہ میں لے لی۔

وہ اُدھر ہی اندھا پڑا رہا۔ بھائی واپس چلا گیا۔ اور کاروان کو کوچ کرنیکا حکم دیا۔ بیویوں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جب ہمارا شوہر آئے گا تب ہم جائیں گے۔

اس کا بھائی کاروان اور مال و متاع کو لے کر اپنے باپ کے پاس پہنچا۔ اُسے دو بیویوں اور پچاس اونٹوں کے ساتھ مال و متاع لانے کا مژدہ سُنایا۔ باپ بہت خوش ہوا۔ ہماری کنیز بہت پریشان ہو گئی۔ بادشاہ نے وزیر کو بلا کر کہا۔ میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ یہ خانزادہ بیوی کا بیٹا بہت قابل ہے مگر تم نے کہا تھا کہ کنیز کا بیٹا

زیادہ لائق ہے۔ وزیر نے جواب دیا۔ بادشاہ سلامت۔ صبر سے کام لیں شاید کنیز کا بیٹا اس سے بھی زیادہ مال و متاع لے آئے۔

دونوں بیویاں مزدوروں کے ساتھ شہر کے بیرونی حصے میں رہنے لگیں۔ اور کہا کہ ہم شہر کبھی نہیں جائیں گی جب تک ہمارا شوہر نہ آئے۔ کنیز کا بیٹا ادھر اندھا ہو کر پڑا رہا۔ کتے نے اس کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا کسی چشمے کے کنارے پہنچا۔ اس نے وہاں پانی جی بھر کر پی لیا۔ اس نے کتے سے کہا کہ میری آنکھیں ڈھونڈ لاؤ۔ میرے پاس دوائی ہے۔ کتے نے اپنا منہ اس کے ہاتھ کے قریب کر دیا۔ اس نے کتے کے منہ سے اپنی آنکھوں کے ڈھیلے نکال کر آنکھوں کے خانوں میں رکھ دیئے اور دوائی ڈال دی۔ کنیز کے بیٹے کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اس نے اِدھر اُدھر تلاش کیا۔ نظریں دوڑائیں مگر اسے نہ قافلہ نظر آیا اور نہ ہی مال و متاع۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ سب اس کے بھائی کی کارستانی ہے۔

وہ چلتے چلتے اپنے شہر پہنچا۔ اور سیدھا وزیر کے پاس گیا۔ کیونکہ پورے شہر میں صرف وزیر کا دل ہی اس کے لیے بیقرار اور پریشان

تھا۔ وزیر نے اس سے کہا کہ یہ تم نے کیا گل کھلایا کہ اکیلے چلے آ رہے ہو۔ جب کہ تمہارا دوسرا بھائی دو بیویوں اور مال و دولت سے لدے پورے قافلے کے ساتھ آیا ہے۔ اس نے وزیر کو اپنے بھائی کی دغا بازی کا پورا ماجرا سُنایا۔

کنیز کے بیٹے نے ایک خط لکھ کر وزیر کے حوالے کر دیا کہ اسے بادشاہ تک پہنچاؤ۔ اور اس کو بتانا کہ میں فلاں ملک کا بادشاہ ہوں۔ میری دو بیویاں اور اتنی مال و دولت کے ساتھ تمہارا بیٹا چرا کرلے آیا ہے۔ میرا مال و دولت اور بیویاں واپس کر دو۔ ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وزیر نے خط بادشاہ کو پہنچایا۔ بادشاہ چٹھی پڑھکر بہت پریشان ہو گیا۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس نے اپنے بیٹے کو بلوایا۔ بیٹے نے کہا۔ ابا۔ یہ مال و دولت اور بیویاں واقعی میری نہیں ہیں۔ میں نے راستے ہی میں ان کو اٹھا لیا ہے۔ بادشاہ باہر نکل گیا۔ کنیز کا بیٹا اپنا پورا قافلہ واپس لے کر شہر کے بیرونی حصے میں اپنی بیویوں کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ رہنے لگا۔ بادشاہ۔ وزیر، قاضی، وکیل سب جمع ہو گئے اور اس کے پاس معافی مانگنے چلے گئے۔ کنیز کے

بیٹے نے اپنی پوری کہانی سنائی کہ میں نے تکلیفیں اُٹھائیں۔ محنت کی ہے۔ عیش و آرام نہیں کیا ہے۔ تب میں نے اتنا مال و دولت اکٹھا کیا ہے۔ کنیز کے بیٹے نے تب بادشاہ سے کہا۔ میں جیت گیا ہوں۔ اب اپنے قول کے مطابق بادشاہت میرا حق ہے۔ اور آپ اب زندگی کے باقی دن آرام سے بیٹھ کر گزاریں۔ بادشاہ نے کنیز کے بیٹے کو تخت پر بٹھایا۔ اس نے بادشاہ بنتے ہی اونٹوں پر لدے ہوئے تمام خزانے اور مال و زر کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ سب لوگ خوش ہو گئے۔ اس نے اپنے سوتیلے بھائی کو کہا کہ کوئی کام کرو یا اونٹوں کو چراؤ۔ کنیز کا بیٹا بادشاہ بنا اور اس کا سوتیلا بھائی گلہ بان۔ اور رعایا خوشی سے باغ باغ ہو گیا اور ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔